شیخ الحدیث مولانا سید محمد اکرم حفظہ اللہ

قسط (۴)

اسلام کا سیاسی نظام

اسلامی نظام سیاست میں اسلامی مملکت کا دفاع ایک اہم ذمہ داری ہے اور اسے اندرونی وبیرونی خطرات سے محفوظ رکھنا مملکت کے سربراہ (امیرالمؤمنین) کا اوّلین فریضہ ہے ـــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ" (الانفال: ٦٠)

"اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے زور سے) اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے لیے) مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں ـ اور ان کے سوا اور لوگوں پر، جنھیں تم نہیں جانتے، ہاں اللہ تعالیٰ جانتا ہے ـــــ تمہاری ہیبت بیٹھی رہے گی ـ اور تم جو کچھ فی سبیل اللہ خرچ کرو گے، اس کا ثواب تمھیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا!"

قرآن مجید نے جن لوگوں کے مقابلے میں جنگی تیاری کا حکم دیا ہے، ظاہر ہے کہ وہ کفار ہیں ـ تاہم ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ ان کے علاوہ اندرونی دشمنوں سے بھی خبردار رہو اور ان کے لیے بھی ایسی ہی تیاری کی ضرورت ہے ـ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں جہاں بیرونی خطرات درپیش تھے، وہاں مدینہ

مدینہ کے اندر بھی منافقین کا ایک گروہ موجود تھا۔ یہ لوگ ۔۔۔ حالات کا جائزہ
لیتے رہتے اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے ۔۔۔ سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوا :

"وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۔۔۔ الآیۃ" (آیت: ۱۰۱)

"اور تمہارے گرد و پیش کے بدوؤں میں بھی منافق ہیں، اور بعض مدینے والے بھی نفاق
پر اڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں!"

چنانچہ ضروری تھا کہ جب بھی ان کو موقع ملے گا، یہ لوگ اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے سرگرم
عمل ہوں گے، لہٰذا ان کے مقابلے کی بھی تیاری رکھو۔

مدینہ منورہ میں مقیم قوم یہود کے ساتھ دفاعی معاہدہ

اسلامی مملکت کے اولین سربراہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

نے مدینہ منورہ میں مقیم قوم یہود کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا، وہ بھی دفاعِ مملکت ہی کی ایک کڑی تھی۔
علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں اس کی مندرجہ ذیل دفعات تحریر کی ہیں :

۱۔ خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے رائج تھا، اب بھی قائم رہے گا۔
۲۔ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔
۳۔ یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔
۴۔ یہود اور مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔
۵۔ کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔
۶۔ مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق شریکِ یک دگر ہوں گے۔
۷۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریکِ صلح ہوگا، لیکن مذہبی لڑائی
اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

اس معاہدہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی مملکت کا دفاع کس قدر ضروری ہے؟ چنانچہ
ابن ہشام نے سیرۃ النبی میں اس سلسلے کے درج ذیل الفاظ درج کیے ہیں :
"وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَىٰ مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ"
اگر کوئی یثرب پر [illegible] آور ہوگا تو سب ملا کر [illegible]
قرآن حکیم میں ہے :

"وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا" (آل عمران ۱۶۷)

"اور ان سے کہا گیا کہ آؤ، اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یا دفاع ہی کرو۔"

مفسرین کا ایک گروہ ان الفاظ کا یہ مفہوم بیان کرتا ہے کہ اگر تم جنگ میں شامل ہو کر جہاد نہیں کرنا چاہتے تو مدینہ منورہ کا دفاع تو تمہیں کرنا چاہیے۔

اسلامی مملکت کے سربراہ پر مملکت کے دفاع کی کس حد تک ذمہ داری ہے اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے کیا جا سکتا ہے حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں۔

"كان فزع بالمدينة فاستعار النبيّ صلّى الله عليه وسلّم فرسًا من أبي طلحة يقال له المندوب فركب فلمّا رجع قال ما رأينا من شيء وإن وجدناه لبحرًا" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۵)

"مدینہ منورہ پر دشمن کے حملہ کی خبر مشہور ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطلحہؓ سے گھوڑا مستعار لیا، آپؐ اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور حالات معلوم کر کے واپس تشریف لا کر فرمایا، ہم نے کوئی خطرہ نہیں دیکھا، یہ گھوڑا تو سمندر کی طرح چلتا ہے!"

گویا اسلامی مملکت کا دفاع اس قدر اہم ہے کہ امام الانبیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کے لیے تشریف لے جاتے ہیں، کیونکہ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حکمرانی تبھی ممکن ہوگی جب مملکت قائم رہے گی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من قُتِلَ دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون أهله فهو شهيد" (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

"جو شخص دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے، اسی طرح جو شخص اپنی جان، اپنے مال اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔"

اسلامی مملکت کو نقصان پہنچانے والے لوگ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو مملکت اسلامیہ میں رہنے کے باوجود اس میں فساد برپا کرنے اور اس کے نظام کو تہ و بالا کرنے پر تلے رہتے ہیں ——— ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ط وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ"

(البقرۃ: ۲۰۴-۲۰۶)●

"اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تمہیں دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہوتا ہے۔ اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا (یا ملک کا والی ہوتا) ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں فرماتا۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کا خوف کر، تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے —— سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔"

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو!"

توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ، تخریب کاری وغیرہ قسم کے غیر اسلامی احتجاج، جن سے اسلامی مملکت کو نقصان پہنچے، اسلامی سیاست ان کی اجازت نہیں دیتی۔ ملحدانہ نظریات میں تو اس قسم کے تشدد کی اصولی اجازت ممکن ہے، لیکن اسلام میں کسی کی املاک کا نقصان، کسی کو پُرتشدد طریقہ سے احتجاجی شکل میں ہلاک کرنا، کسی کی توہین کرنا، یہ ایسے قبیح جرائم ہیں کہ اسلامی قانون کے علاوہ انسانی عقل بھی ان سے اباء کرتی ہے۔ ہمارے ملک کی موجودہ سیاست میں جس طرح انتقامی کارروائیاں کی جاتی ہیں، اور تخریب کاری کے ذریعے کروڑوں روپے کی املاک کو دیکھتے ہی دیکھتے نذرِ آتش کر دیا جاتا ہے، باعثِ شرم ہے۔ یہ سیاست نہیں باقاعدہ تخریب کاری ہے، جسے اسلامی شریعت قطعاً برداشت نہیں کرتی —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ" (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

"مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

ہمیں ان سیاسی لیڈروں پر رحم آتا ہے جو عوام کو ایسے رویوں پر مجبور کر دیتے ہیں جن کا نتیجہ ملک وملت کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسی پر بس نہیں، وہ اسے اپنا جمہوری حق قرار دیتے ہیں۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ اس جمہوریت کو اسلامی سیاست سے کوئی سروکار ہی نہیں — مذکورہ بالا فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر غور فرمائیے جس کی رُو سے ان حرکتوں کا مرتکب "مسلمان" کی تعریف سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

الغرض اندرونی اور بیرونی فتنہ سامانیوں کا قلع قمع کرنا ایک اسلامی سربراہ کا اولین فریضہ ہے۔ رعایا کو چاہیے کہ وہ اس سلسلہ میں سربراہ سے ہر ممکن تعاون کرے تاکہ وہ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی میں کوشاں ہو ــــ اسی طرح امیر المؤمنین کو بھی چاہیے کہ وہ رعایا پر مہربانی کرتے ہوئے اس کے ہر جائز مطالبہ کو پورا کرے۔

اسلامی سیاست عدل و انصاف پر قائم رہتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ جلاؤ گھیراؤ کی مذکورہ صورتیں صرف ملحد، بے دین حکومتوں کا لازمہ ہیں، ورنہ ایک اسلامی فلاحی مملکت میں ایسی تحریکیں جنم نہیں لیتیں، نہ ان کی ضرورت ہی پیش آتی ہے۔ کیوں کہ اسلامی سیاست میں عدل و انصاف کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور قرآنِ مجید میں اس طرف خصوصی توجہ دلائی گئی ہے ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ــــ الاٰية!" (النساء : ۵۸)

"اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو!"

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ج يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ" (النحل : ۹۰)

"اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف اور احسان کرنے، نیز رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم یاد رکھو!"

اس عدل و انصاف میں کسی کا لحاظ نہ رکھا جائے گا، خواہ اس کی زد اپنے عزیز ترین رشتہ داروں

اور خود اپنے اوپر بھی پڑتی ہو:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ـــــ الآیۃ" (النّسآء: ۱۳۵)

"ایمان والو، انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو، خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کا خیر خواہ ہے ــــ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا! اگر تم ٹیڑھے چلو گے یا اعراض کرو گے تو (جان رکھو) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔"

ــــ حتیٰ کہ دشمنوں سے بھی عدل و انصاف کا حکم دیا:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (المائدۃ: ۸)

"ایمان والو، اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے قائم رہو۔ اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف (کا دامن ہاتھ سے) چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو، کہ یہی تقویٰ کے قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔"

اسلامی سلطنت کے اوّلین سربراہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کو ارشاد ہوا:

"وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ" (المآئدۃ: ۴۲).

"اور اگر فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

ان آیاتِ مبارکہ سے اظہر من الشمس ہے کہ مسلمان کو ہر حال میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنا ہو گا ــــ اپنے بیگانے، دوست دشمن، مسلم غیر مسلم، رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کی اس سلسلہ میں کوئی رورعایت اور تمیز نہیں ــــ حتیٰ کہ اگر سربراہِ مملکت کو خود اپنے ساتھ کوئی معاملہ درپیش ہو تو

بھی انصاف ہی کرے اور اگر کسی پر معمولی سی زیادتی بھی کرے تو اسے اپنا بدلہ دینا ہوگا ۔۔ ابوداؤد (ج ۴ ص ۵۲۵) پر ایک واقعہ مذکور ہے کہ حضرت اسیدؓ ، جو بڑے خوش طبع تھے، ایک دفعہ لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے انھیں ہنسا رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چھڑی لگائی۔ اس پر حضرت اسیدؓ نے آپؐ سے کہا، آپ کو بدلہ دینا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا، بدلہ لے لیجیے! ۔۔۔ انھوں نے کہا، اللہ کے رسولؐ! جب آپؐ نے مجھے چھڑی لگائی تو میرے جسم پر کپڑا نہیں تھا، آپؐ کے جسم پر قمیص ہے۔ آپؐ نے قمیص اتار دی تو حضرت اسیدؓ آپؐ سے چمٹ گئے ۔۔۔ جسمِ اطہر کو چومتے ہوئے کہنے لگے، اللہ کے رسولؐ! میرا یہی مقصد تھا!

مشکوٰۃ میں متفق علیہ حدیث ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو قریش پریشان ہو کر سفارشیں ڈھونڈنے لگے تاکہ وہ سزا سے بچ جائے اور قریش کی سبکی نہ ہو۔ اسامہ بن زیدؓ کو یہ سوچ کر سفارشی بنایا گیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے تھے۔ انھوں نے جب آپؐ سے گفتگو کی، تو آپؐ نے فرمایا:

"اتشفع فی حدٍّ مّن حدود اللہ!"

"اسامہؓ، کیا تم اللہ کی حدود میں سفارشیں کرنے لگے ہو؟"

"ثمّ قام فاختطب ثمّ قال انّما اھلك الّذین قبلکم انّھم کانوا اذا سرق فیھم الشّریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضّعیف اقاموا علیه الحدّ، وایم اللہ لو انّ فاطمة بنت محمّدٍ سرقت لقطعت یدھا۔"

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ)

"پھر آپؐ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی اونچے خاندان والا چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے ۔۔۔ اللہ کی قسم، اگر میری اپنی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان فرماتے ہیں:

"انّ اباہ اتی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال انّی نحلت ابنی ھٰذا غلامًا فقال اکلّ ولدك نحلت مثلهٗ؟ قال لا، قال فارجعه ۔ الحدیث!"

"ان کے والد انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطا کیا ہے۔ آپؐ نے پوچھا، کیا آپ نے اپنی ساری اولاد کو ایسے ہی عطیہ دیا ہے؟ میرے والد نے کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا، پھر اسے لوٹا لیجیے!"

—— یعنی اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کو ملحوظ رکھیے، یا تو ساری اولاد کو عطیہ دیجیے، اور اگر یہ ممکن نہیں تو پھر صرف ایک کو غلام عطا کرنا عدل و انصاف کے منافی ہے، لہٰذا یہ عطیہ واپس لے لیجیے۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کے قرآنی حکم پر کیسے بہترین انداز میں عمل فرمایا ہے —— پس جس مملکت میں عدل و انصاف کو یوں مرکزی حیثیت حاصل ہو، وہاں جلاؤ گھیراؤ کی احتجاجی تحریکیں کیوں کر جنم لیں گی؟

(جاری ہے)

شعر و ادب

مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیرکوٹلوی

حمد

پروردگارِ ہستی! اے کردگارِ عالم
رنگیں ہے تیرے دم سے فصلِ بہارِ عالم

دورِ شباب گزرا، پیری کا وقت آیا
رنگِ خزاں بھی دیکھا، دیکھی بہارِ عالم

برگ و شجر کو دیکھا لعل و گہر کو دیکھا
دیکھے طرح طرح کے نقش و نگارِ عالم

کل جو کلی کھلی تھی وہ آج سرنگوں ہے
ہے بے ثبات کتنا، یہ لالہ زارِ عالم

اپنی ہی زندگانی جب معتبر نہیں ہے
کوئی کرے بھلا کیا پھر اعتبارِ عالم

جب "کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ" سمجھ میں آیا
بس اٹھ گیا اسی دم دل سے وقارِ عالم

صحرا ہو، گلستاں ہو، سورج ہو، کہکشاں ہو
مَیں تجھ کو ڈھونڈتا ہوں اے تاجدارِ عالم

عاجزؔ میں اب نہیں ہے تابِ غمِ جدائی
فرما کہ تو کہاں ہے اے غمگسارِ عالم؟